

افکار و تاثرات _____ قارئین بنام مدیر

حضرت مولانا محمد عیسیٰ منصور، سیکرٹری جنرل ورلڈ اسلامک فورم یو۔ کے
حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب، مہتمم نجم المدارس کلاچی

بخدمت گرامی جناب مولانا راشد الحق سمیع صاحب دامت برکاتہم وسعایلہم وفقنا اللہ ولیا کم لمنا سبب ویرضی۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔

7 اکتوبر کے بعد افغانستان پر جو کچھ گزرا اس حادثہ سے روز دل کے ٹکڑے ہوتے رہے اور خواب و خور
حرام ہو گیا۔ بندہ کی طبیعت انفعالی واقع ہونے کی وجہ سے زیادہ ہی اثر لیتی ہے جب یہاں میرا یہ حال تھا تو آپ
حضرات تو نہ صرف قریبی مشاہد بلکہ ایک طرح سے یہ احوال سب آپ پر ہی گزر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات اور
خصوصاً حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

موجودہ حالات میں یہ بہت ضروری ہو گیا ہے کہ ہم بار بار اپنی ترجیحات اور کوتاہیوں کا جائزہ لیں آج کل
بندہ کے دل میں شدت سے یہ بات آرہی ہے کہ دین قرآن و سنت کا نام ہے جبکہ ہم نے گزشتہ صدی کے اکابر ہی کے
فہم کو دین بنالیا ہر دور کے اہل اللہ اکابرین نے اپنے احوال و زمانہ کے اعتبار سے دین کا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے
خیر دے اور ان کی درجات بلند فرمائے۔ مگر یہ صرف اللہ اور اس کے رسول کا مقام ہے کہ ان کی آیات یا بتایا ہوا طریقہ
کار ہر دور اور ہر زمانہ پر من و عن منطبق ہو مثلاً اس وقت پوری ملت اسلامیہ جن احوال میں گری ہوئی ہے اگر وہ گزشتہ
صدی کے اکابرین کی دینی مساعی جدوجہد خدمات اور کام کو سامنے رکھ کر کوئی راہ نکالنا چاہیں تو جھکھٹ ہی کوئی راہ نکل
سکے گی وہ بھی پوری طرح منطبق نہیں ہوگی۔ اس کے برخلاف اگر علماء کرام قرآن سے رہنمائی چاہیں تو قرآن میں
قیامت تک حق و باطل کی رزم آرائی یا اسلام و کفر کی معرکہ آرائی کے ہر پہلو پر رہنمائی ملے گی۔ یہی حال سنت نبویؐ
اور سیرۃ نبویؐ کا ہے مگر ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے مطالعہ اور کتب خانوں کا نوے فیصد حصہ اس صدی کے اکابرین کی
تصانیف، تذکرہ و سوانح، ملفوظات و مواعظ، مکاتیب و خطبات اور علوم و افکار پر مشتمل ہے۔ اسکے بعد اتنی فرصت ہی نہیں
بچتی کہ براہ راست قرآن و سنت پر غور و خوض کر سکیں۔ بندہ کی ناقص رائے میں اس طرز فکر کو اب بدلنے کی ضرورت ہے
اس کے بعد ہی کوئی راہ نکل سکے گی۔ خدا کرے بندہ کی بات کو غلط معنی میں نہ لیا جائے۔ آپ سے گزارش ہے کہ بندہ کی
یہ ناقص رائے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں عرض کر کے تصویب یا تردید حاصل کر کے
لکھنے تاکہ تصویب کی صورت میں مزید اہمیت پائی حاصل ہو اور تردید کی صورت میں رجوع کر سکوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو

یہ مراحل کی صورت میں الحق میں دے دیں تاکہ دیگر اکابرین کی رائے گرامی سے بھی استفادہ ہو سکے۔ گزشتہ دنوں یہاں مولانا عتیق الرحمان سنبھلی صاحب سے یہ بات عرض کی مولانا نے اس کی ضرورت و اہمیت محسوس کی یہاں تک کہا کہ جی چاہتا ہے اپنے لوگوں سے اس سلسلہ میں بالمشافہ گفتگو اور ملاقات کے سلسلہ میں پاکستان کا مستقل سفر ہو تاکہ تبادلہ خیال ہو سکے اور ان کی باتیں سن سکیں۔..... مغربی ملکوں میں زندگی کے ہر شعبہ میں اعلیٰ صلاحیت رکھنے والے ماہرین پر مشتمل ٹینک ٹینک موجود ہیں اور ہر ٹینک ٹینک میں پچاسوں افراد کا کام حالات کا مسلسل جائزہ لے کر غور و خوض کرنا ہوتا ہے اور یہ کام مسلسل جاری رہتا ہے ہر شعبہ حیات میں جو پالیسی بنتی ہے وہ اس شعبہ کے اعلیٰ ترین ماہرین کی ایک جماعت کے بار بار چھان چھانک اور غور و خوض اور جائزہ و احتساب سے گزر کر کیا جاتا ہے۔ کیا ہمارے دینی حلقے مختلف شعبوں میں علماء کرام و ماہرین اسی طرح کی مجالس قائم نہیں کر سکتے؟ کم از کم اتنا ہی کر لیتے کہ مکی و مدنی زندگی کے مختلف احوال و ظروف ہیں سرور کائناتؐ نے جو لائحہ عمل اختیار فرمایا ان پر ہی غور و خوض کیلئے مجالس قائم ہو لیکن ہمارا یہ حال ہے فرد واحد ایک رائے قائم کر کے نعرہ لگا دیتا ہے کہ سب میرے پیچھے چلو جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس دور میں علوم و فنون ہی نہیں ہر شعبہ کے مسائل و ضروریات اتنی وسعت اختیار کر گئے ہیں کہ فرد واحد ان کا احصاء کر ہی نہیں سکتا۔

الحق کا اکیسویں صدی نمبر حضرت مولانا عتیق الرحمان صاحب سے عاریتاً لے کر پڑھا اور اپنے اور اس کے بعد کے اظہار رائے میں آنجناب نے نمبر نکالنے اور خصوصاً مضامین کے حصول میں دقتوں کے متعلق جو لکھا اس سے فکر و قلم کی بے حسی اور سستی پر بڑا قلق و افسوس ہوا۔ نمبر میں متعدد مضامین شاید کسی دوسرے دینی رسالہ میں نہیں چھپ سکتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کے دینی جرائد میں الحق کی عالی ظرفی سب پر فائق ہے اس جرات و وسعت ظرفی پر بندہ آنجناب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہے۔ افسوس کہ ہمارے دینی رسائل دن بدن قلب و نظر کی تنگنائیوں کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ اپنے حلقے، اپنے سسٹم، اپنے طریقہ کار، اپنے بزرگوں اور وابستگان کی صرف تعریف و توصیف ہی چھاپ سکتے ہیں۔ خذماً صفا و دع ماکدر کا زرین اصول شاید مغرب والوں کے لئے رہ گیا ہے۔ اس لئے اب امید نہیں رکھنی چاہیے کہ کوئی دینی جریدہ ابوالکلام آزادؒ کے الہلال و البلاغ یا محمد علی جوہرؒ کے ہمدرد کی طرح ہر کتب فکر اور ہر کلمہ گو مسلمان کی نظر میں وقت حاصل کر سکے۔ ہمارے دینی حلقوں میں خود احتسابی اپنی کوتاہیوں اور کمیوں کا جائزہ اور اس کے تذکرہ کا احساس و کوشش رخصت ہوتی جا رہی ہے۔ گزشتہ اکتوبر میں پاکستان حاضری کا پروگرام بن چکا تھا مگر حالات نے کہیں کا نہیں رکھا پتہ نہیں آنجناب سے مراسلت کا سلسلہ بار بار کیوں منقطع ہو جاتا ہے؟ بندہ کی جانب سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت عالیہ میں سلام مسنون اور دعا کی استدعا حاضرین کی خدمت میں سلام مسنون۔ باقی احوال قابل ذکر ہیں۔

فقط والسلام

محتاج دعا